UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

سلسلہ صحابہؓ میں وفات پانے والے آخری دس صحابہ کرامؓ کا تحقیقی تذکرہ

A Scholarly Study on the Departure of the Last Ten among the Ṣaḥāba (R.A)

DOI: 10.33195/uochjrs-v1i2702018

ڈاکٹر محمد آیاز *

محمد اعزاز اللہ **

Abstract:

The term of Ṣaḥāba refers to the companions, disciples, scribes and family of the holy Prophet Muhammad (PBUH). The most widespread definition of a companion is someone who met Muhammad, believed in him,remained faithful and died as a Muslim. Ṣaḥāba struggled their best to spread Islām through out the world. They are not like ordinary people according to Islām, they are considered to be the most prominent and superior among all human beings after Prophets. Therefore Strong feeling of affection for them is the truthfulness towards the Prophet Muhammad (PBUH), and it is the symbol of faith. There are thousands of Ṣaḥāba who struggled their best to spread the true message of Islām, however hardly anyone knows about the last one? In this article we will discuss about the last ten Ṣaḥāba.

Keywords: *Ṣaḥāba, Abū Ūmāma, Anās bin Mālik, Muḥamm'ād*

تعارفِ موضوع:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وہ مقدس ہستیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت، ہم نشینی اور نصرت کے لئے چنا تھا۔ پیغمبر خدا کی ہم نشینی اور صحبت سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ صحابہ کرامؓ کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے، اور دین اسلام کو دنیا کے سامنے بطورِ عملی نمونہ پیش کرنے کا ذریعہ یہی قدسی نفوس تھے۔

علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرامؓ تمام کے تمام عادل ہیں۔

دینِ حق کے باب میں دیانتداری، عدل و انصاف، ایثار و قربانی اور بہادری و شجاعت کی امثال جس قدر صحابہ

* اسسٹنٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، ایگریکلچر یونیورسٹی، پشاور

** ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، ایگریکلچر یونیورسٹی، پشاور

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i2702018

کرامؓ نے اس اُمت کے سامنے پیش کیں، کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں میں اس کا عشر عشیر بھی موجود نہیں۔

اس مقالہ میں صحابہ کرامؓ کا تفصیلی ذکر قطعاً مقصود نہیں۔ اس لئے کہ یہ تفصیلات سیرت و تاریخ کی کتابوں میں مفصل موجود ہیں۔ یہاں صرف ان کے سن وفات کا تذکرہ مقصود ہے۔ البتہ چیدہ چیدہ واقعات اس لئے ذکر کئے تا کہ سیرت سے وابستہ افراد کے سامنے ان کا تعارف ہو سکے۔

1۔ عبداللہ بن جعفرؓ

سلسلہ نسب: عبد اللہ بن جعفر بن أبی طالب بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف و یکنی أبو جعفر[1]۔

آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ محمد بن سعد (م۔230ھ) لکھتے ہیں کہ والدہ کا نام أسماء بنت عمیس بن معد بن تیم بن مالک بن قحافة ہے۔ زوجہ کا نام الامیہ ہے، جس سے جعفر پیدا ہوئے اور اسی پر آپ کی کنیت مشہور ہے۔ ایک زوجہ زینب بنت علی بن ابی طالب ہے جو کہ فاطمہؓ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے۔ اس سے علی عون الاکبر، محمد و عباس اور ایک لڑکی اُم کلثوم پیدا ہوئے۔ ایک زوجہ جمانۃ بنت المسیب ہے۔ اس سے حسین اور عون الاصغر پیدا ہوئے۔ یہ حسینؓ بن علی کے ہمراہ شہید ہوئے تھے۔ ایک زوجہ الخوصاء بنت خصفۃ بنت ثقف ہے جس سے ابا بکر، عبید اللہ اور محمد پیدا ہوئے[2]۔

عبداللہ بن جعفر حبشہ میں پیدا ہوئے۔ جب جعفر بن ابی طالب حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تو وہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا۔ عبداللہ کے علاوہ عون اور محمد بھی حبشہ میں پیدا ہوئے تھے[3]۔ 7ھ میں جعفر بن ابی طالب معہ اہل و عیال مدینہ واپس ہوئے۔ یہ غزوہ خیبر کا زمانہ تھا۔ عبداللہ کی عمر اس وقت سات سال تھی[4]۔

عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ جنگ موتہ میں میرے والد جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ! تو جعفر کے اہل میں ان کا خلیفہ ہو جا اور عبداللہ کے ہاتھ کے معاملات میں برکت دے۔ اس کے بعد ہماری والدہ آئیں اور یتیمی کا فریاد کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان لوگوں پر تنگدستی کا اندیشہ کرتی ہو حالانکہ میں دنیا و آخرت میں ان کا ولی ہو[5]۔

آپؓ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے شریک ہوئے۔ جنگ بندی کے صلح نامہ پر حضرت علیؓ کی طرف سے گواہ تھے۔ ابن ملجم نے جب حضرت علیؓ کو شہید کر دیا تو قصاص میں عبداللہؓ ہی نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر بدلہ لیا تھا[6]۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

آپؓ سے کئی احادیث مروی ہیں۔ تلامذہ میں آپ کے بیٹے، اسماعیل، مطربہ، ابو جعفر، محمد بن علی بن حسین، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، سعد بن ابراہیم، عبد اللہ بن ابی ملیکہ وغیرہ ہیں[7]۔

آپؓ انتہائی سخی تھے۔ مدینہ میں اس زمانہ میں دس اصحاب سخاوت میں مشہور تھے، آپ ان میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اس سخاوت کی وجہ سے آپؓ کو بحر الجود کہا جاتا تھا۔ زیاد بن اعجم پانچ مرتبہ ان کے پاس دیتوں کے سلسلہ میں امداد طلب کرنے آئے اور آپؓ نے ان کی طرف سے پانچوں مرتبہ دیت ادا کی[8]۔

آپؓ نے ایک دفعہ زبیر ابن العوامؓ، جو ابو بکر صدیقؓ کے داماد اور اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ کے شوہر تھے، کو دس لاکھ درہم قرض دیئے تھے۔ جب زبیرؓ جنگ جمل میں شہید ہوئے تو ان کے بیٹے عبد اللہ بن زبیرؓ آپؓ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے والد کے وصیت نامہ میں دیکھا ہے کہ آپؓ کے ذمہ دس لاکھ درہم ہیں۔ آپؓ نے جواب دیا کہ بے شک وہ سچے ہیں، جب تم چاہو مجھ سے وصول کر لو۔ بعد میں عبد اللہ بن زبیرؓ حقیقت جان گئے تو دوبارہ ملاقات پر کہا کہ مجھے وہم ہو گیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ اب وہ مال انہیں کا ہے دینے کی ضرورت نہیں۔ زیادہ اصرار پر آپؓ نے کہا کہ اچھا بدلہ میں جو چاہو ادا کرو، رقم ہو یا کوئی مال وغیرہ۔ چنانچہ وہ آپؓ کو اپنے ساتھ لے گئے اور ایک ویران زمین آپ کو بدلہ میں دے دی۔ معاملہ طے پانے کے بعد آپؓ نے اس زمین پر غلام سے مصلّی بچھوایا اور دو رکعت نماز طویل سجدہ کے ساتھ پڑھی اور دعا کی۔ جب فارغ ہوئے تو غلام کو حکم دیا کہ سجدہ کی جگہ کھودو۔ چنانچہ وہاں پانی کا چشمہ نکل آیا[9]۔ آپ کی سخاوت او جود وعطا کے اور بھی قصے سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

عبد اللہ بن جعفرؓ شام، بصرہ اور کوفہ میں بھی اقامت پذیر ہوئے لیکن آخر میں مدینہ آگئے[10]۔ آپؓ اعلیٰ اخلاق وسیرت اور کردار کے اوصاف سے متصف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ عبد اللہ صورۃً اور سیرۃً میرے مشابہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اموی خلیفہ ابان بن عثمان تدفین
کے وقت آپؓ کی صفات بیان کر رہے تھے اور رو رہے تھے[11]۔

وفات:

آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت دس سال کے تھے۔ وفات کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ بطن مکہ جو مدینہ کے قریب ہے، میں زبردست سیلاب آیا جس سے بہت تباہی مچ گئی تھی، اسی میں آپؓ بھی فوت ہو گئے۔ یہ عبد الملک بن مروان کا زمانہ تھا۔ وفات کے وقت عمر 90 سال تھی[12]۔ ابان بن عثمان جو مدینہ کے والی تھے نے جنازہ پڑھائی۔ غسل وکفن میں شریک رہے۔ جنازہ کے وقت لوگوں کا ازدحام تھا۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

ابان بن عثمان بقیع تک جنازہ کے ساتھ آئے۔ غم کا یہ عالم تھا کہ رخسار پر آنسو رواں تھے اور کہتے تھے کہ واللہ! تم میں خیر ہی تھا، شر نہ تھا۔ واللہ! تم اصیل، شریف اور نیک تھے[13]۔

آپؓ کی وفات 84ھ میں ہوئی۔ ابو الحسن علی الشیبانی الجزری، خلیفہ بن خیاط، ابن عساکر، ابن حجر العسقلانی، اور ابو القاسم البغوی وغیرہ نے 84ھ کے اقوال نقل کئے ہیں۔

2۔ابو اُمامہ الباہلیؓ

سلسلہ نسب: آپ کا سلسلہ نسب صدی بن عجلان من بنی سهم بن عمرو بن ثعلبة بن غنم بن قتيبة بن معن بن مالك بن أعصر اور کنیت أبو أمامة الباهلي مذکور ہے اور یہی کنیت زیادہ مشہور ہے[14]۔ امام بخاری(م۔256ھ) نے آپؓ کا سلسلہ نسب صدی بن عجلان بن وهب بن عمرو أبو أمامة الباهلي تحریر کیا ہے[15]۔

اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے اور بیعت رضوان میں شامل ہوئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت لَقَد رَضِيَ الله نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان میں سے ہوں جنہوں نے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں[16]۔

مسلمان ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی قوم باہلہ کی طرف بھیجا۔ یہ جب وہاں پہنچے تو ان کے قوم کے لوگ اونٹوں سے دودھ دوھ کر پی رہے تھے۔ آپ کی قوم کو آپ کے اسلام لانے کا پتہ چل چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا، سنا ہے کہ تم بے دین ہو چکے ہو۔ آپ نے کہا بے دین نہیں ہوا، البتہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ کے سامنے اسلام اور اس کے قوانین پیش کروں۔ اسی اثنا میں ایک شخص خون سے بھرا ایک برتن لایا اور سب اس کو پینے لگے۔ آپ کو شرکت کی دعوت دی۔ آپ نے قرآن کی آیت "حرّم عليكم الميتة والدّم ولحم الختزير" سنائی اور کہا کہ اللہ نے اس چیز کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ نے ان سے پانی مانگا تو انہوں نے انکار کیا، چنانچہ آپ وہاں ریت پر لیٹ کر سو گئے۔ خواب میں اللہ نے آپ کو سیراب کر دیا۔ اس کے بعد تھوڑی سی گفتگو کے بعد قوم والے مسلمان ہو گئے[17]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث کو دوسروں تک پہنچانا ان کا خاص شغف تھا۔ جہاں دو چار آدمی ایک جگہ بیٹھے مل جاتے، ان کے کانوں تک احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا دیتے۔ سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ ابو اُمامہ کے پاس بیٹھتے تو وہ ہم کو احادیث کی بہت باتیں سناتے اور کہتے کہ ان کو سنو، سمجھو اور جو سنتے ہو اس کو

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

دوسروں تک پہنچاؤ[18]۔ داڑھی کو زرد رنگ دیتے تھے[19]۔ آپ نے پہلے مصر میں قیام کیا اور بعد میں حمص شام میں سکونت اختیار کی۔ ان کی روایت کثرت سے ہیں[20]۔ آپ سے روایت لینے والے سلیم بن عامر، قاسم ابو عبید الرحمن، ابو غالب الحزور، شرحبیل بن مسلم اور حمید بن ربیعۃ وغیرہ ہیں[21]۔

وفات کے بعد آپ نے ایک بیٹا چھوڑا جس کا نام مغلّس بیان کیا جاتا ہے[22]۔ 86ھ میں 91 سال کی عمر میں عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں شام میں وفات پائی۔ شام میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے[23]۔

3۔ عبد اللہ بن الحارث بن جزءٍ الزبیدیؓ

سلسلہ نسب: آپ کا نسب نامہ عبد اللہ بن حارث بن جزءٍ بن عبد اللہ بن معد یکرب بن عمرو الزبیدی مذکور ہوا ہے اور الزبیدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ کے آباواجداد میں زبیدی نام کا ایک شخص تھا جو کہ یمن کے قبیلہ مذحج کے سردار تھے[24]۔

آپ کے ایک چچا محمیۃ بن جزءٍ تھے جو غزوہ بدر میں شریک تھے اور مال غنیمت کی تقسیم پر مامور تھے[25]۔ محمیۃ بن جزءٍ ہجرتِ حبشہ دوم میں گئے تھے۔ قدیم الاسلام تھے اور حبشہ سے آخر میں واپس لوٹے تھے۔ سب سے پہلے غزوہ مریسیع میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خُمس نکالنے پر نگران بنایا[26]۔ اس لئے محمد بن سعدؒ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے المریسیع میں خمس کی تقسیم اور مسلمانوں کے حصوں پر محمیۃ بن جزءٍ الزبیدی کو عامل بنایا[27]۔ یعنی یہ غزوہ بدر میں شریک نہ تھے۔ محمیۃ بن جزءٍ اُم الفضل لبابہ بنت الحارث کے اخیافی بھائی تھے، اور یہ عباس بن عبد المطلب کی زوجہ تھی[28]۔

عبد اللہ بن الحارث کا ایک بیٹا الربیع تھا، جو کہ آپ سے روایت بھی لیتا تھا[29]۔ آپ کے تلامذہ میں عبد الملک بن ثُلیل البلوی، مسلم بن یزید الصدفی، عقبہ بن مسلم التجیبی، عباس بن جلید الحجری، آپ کا بیٹا الربیع وغیرہ شامل ہیں[30]۔

آپ فرماتے تھے کہ جس نے دین کا علم حاصل کیا اللہ اس کے رزق اور پریشانی کے لئے غیب سے کافی ہو جائیں گے[31]۔

وفات:

آپ فتح مصر میں شریک تھے اور بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ مصر میں اقامت اختیار کی اور وہی پر عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں فوت ہوگئے۔ مصر میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے[32]۔ سن 86ھ آپ کا سال وفات ہے۔ صاحبِ معرفة أبو نعيم، الإصابة فی تمييز الصحابة، تاريخ الاسلام الذهبی سب نے 86ھ سالِ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

وفات ذکر کیا ہے۔

4۔ سہل بن سعد الساعدیؓ

سلسلہ نسب: آپ کا نسب نامہ سهل بن سعد بن مالك بن خالد بن ثعلبة بن حارثة بن عمرو بن خزرج بن ساعدة الساعدی مذکور ہوا ہے[33]۔کنیت ابو العباس تھی[34]۔

اسلام لانے سے قبل آپ کا نام خزن رکھا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے سہل رکھ لیا[35]۔

آپ کے دادا (سہل کے والد) سعد بن مالکؓ غزوہ بدر کے لئے تیاری کر چکے تھے، لیکن کوچ کرنے سے قبل ہی مقام روحا میں وفات پا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا حصہ غنیمت بدر سے الگ کر لیا تھا۔ بنی قارظ کے قریب مدفون ہوئے[36]۔

آپؓ ہجرت سے 5 سال قبل پیدا ہوئے، یعنی پانچ سال کے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی بار دیکھا[37]۔ غزوہ اُحد میں باوجود یکہ 8،9 سال عمر تھی پھر بھی دیگر لڑکوں کے ساتھ شہر کی حفاظت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو جب دھویا گیا تو یہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے تھے[38]۔ غزوہ خندق میں صغر سنی کے باوجود جوش وجذبے سے سرشار خندق کھودتے اور مٹی اُٹھا کر کندھے پر لے جاتے[39]۔ عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی اپنے والد عباس سے اور وہ اپنے والد سہلؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنگل کے درخت طرفاء سے تین درجے کا منبر بنایا گیا، سہل اس کی ایک ایک لکڑی اُٹھا کر لاتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے اس کو مقام منبر پر رکھ دیا[40]۔

حضرت سہلؓ سے کسی نے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس لکڑی سے بنا ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا واللہ یہ بات سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے کہ وہ کس لکڑی سے بنا ہوا تھا؟ کس نے اسے بنایا تھا؟ کس دن بنایا گیا تھا؟ کس دن مسجد نبوی میں لا کر رکھا گیا اور جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر رونق افروز ہوئے وہ بھی میں نے دیکھا ہے[41]۔

سہلؓ کے تین بیٹے تھے۔ عباس بن سہل، یحیٰ بن سہل اور ایاس بن سہل[42]۔ محمد بن سعدؒ نے آپ کی دو بہنوں کا ذکر کیا ہے۔ عمرہ بنت سعدؓ اور نائلہ بنت سعدؓ۔ آپ کی ایک پھوپھی زاد بہن بھی عمرہ نام کی تھی، جس کی والدہ کا نام ہند بنت عمرو ہے جو کہ آپؓ کی پھوپھی تھی۔ یہ سب بھی مشرف بہ اسلام تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکے تھے[43]۔ سہلؓ کے ایک بھائی کا نام سہیل بن سعد الساعدیؓ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

بیعت حاصل تھی[44]۔ ابن مندہ اور ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ ایک بھائی ثعلبہ بن سعد بن مالک الساعدیؓ بھی تھے جو کہ بدر اور پھر اُحد میں بھی شریک ہوئے اور احد کے دن شہید ہوئے۔ یہ آپ سے عمر میں بڑے تھے[45]۔

سہل بن سعدؓ کے تلامذہ میں آپ کے بیٹے عباس، ابو حازم، زہری، یحیٰی بن میمون، سعید ابن مسیب اور وفاء بن شریح قابلِ ذکر ہیں۔

وفات:

سہلؓ 88 ہجری میں 91 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور آپ مدینہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے۔[46]

معجم الصحابة للبغوی، تاريخ مولد العلماء ووفياتهم اور معرفة الصحابة لأبی نعيم وغیرہ کے مصنفین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سہل بن سعدؓ 88 ہجری میں فوت ہوئے۔

5۔ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ

سلسلہ نسب: آپ کا شجرہ نسب عبدالله بن أبی أوفیٰ واسم أبی أوفیٰ علقمة بن خالد بن الحارث بن أبی اُسيد بن رفاعة بن ثعلبة بن هوازن بن أسلم بن أفقی من خزاعة اور کنیت ابو معاویہ بیان ہوا ہے[47]۔

عبد اللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات کئے اور ہم ٹڈی کھاتے تھے[48]۔ اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کے ہاتھ میں تلوار کے زخم کے نشان کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ زخم مجھے حنین کی جنگ میں لگا تھا۔ میں نے کہا کہ آپؓ حنین کی جنگ میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں اور اس سے پہلے بھی[49]۔ آپؓ صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ چنانچہ ان سے روایت ہے۔ عمرو بن مرّہ کہتے ہیں: عبد اللہ فرماتے تھے کہ بیعت رضوان میں ہم 1300 اصحاب تھے[50]۔

عمرو بن مرۃ ہی سے منقول ہے کہ ہم نے عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ صدقہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ اے اللہ! اٰل ابی اوفیٰ پر سلامتی اور رحمت نازل فرما[51]۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رحمت اس قوم میں نازل نہیں ہوتی جہاں قاطع رحم کے موجود ہوں[52]۔

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سرخ خضاب کیا کرتے تھے[53]۔ آپؓ کا ایک بھائی زید بن

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

اوفیٰ ہے اور یہ مواخاۃ کے وقت حاضر تھے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

وفات:

ابن الاثیر الجزری الکامل فی التاریخ میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ الاسلمی 87ھ میں فوت ہوئے اور حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے[54]۔ عبد العزیز الکتانی لکھتے ہیں کہ 86ھ میں وفات ہوئی اور کوفہ میں وفات پانے والے آخری صحابی تھے[55]۔ سلیمان التجیبی لکھتے ہیں کہ آپؓ 87ھ یا 88ھ میں فوت ہوئے اور کوفہ میں آخری صحابی تھے[56]۔ ابو القاسم ابن عساکر نے بحوالہ ابو نعیم اور بحوالہ بخاریؒ لکھا ہیں کہ 87ھ یا 88ھ میں فوت ہوئے[57]۔

6۔ عبد اللہ بن بُسر المازنیؓ

سلسلہ نسب: آپ کا شجرہ نسب عبداللہ بن بُسر المازنی مازن بن منصور اور کنیت ابو صفوان مذکور ہوا ہے۔[58]

عبد اللہ بن بُسرؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کے بعد کھجور پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کس میں سے تناول فرماتے رہے اور گھٹلی اپنے دو انگشت سُبابہ اور وسطی سے پھینکتے رہے[59]۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا دی۔ آپؓ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی[60]۔

عبد اللہؓ اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے یہ میرا ہاتھ ہے، اس سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے[61]۔

جریر بن عثمان اور صفوان بن عمرو کہتے ہیں کہ ہم نے عبد اللہ بن بُسر صحابی کو دیکھا ہے۔ آپؓ ننگے سر تھے اور سر اور داڑھی زرد تھی[62]۔

جریر بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ کو دیکھا کہ کپڑے سمیٹے ہوئے تھے اور کرتے پر چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اگر آپ کو راہ میں کوئی پتھر نظر آتا تو اسے ہٹا دیا کرتے تھے[63]۔

عبد اللہ بن بُسر کی والدہ کا نام کتابوں میں اُم عبد اللہ درج ہے۔ عبد اللہ کے ایک بھائی عطیہ بن بُسر المازنی تھے[64]۔ آپؓ کی ایک بہن الصماء کے نام سے تھی جو آپ سے عمر میں بڑی تھی۔ احادیث سے شغف رکھتی تھی اور روایات کے سلسلے میں ان کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے[65]۔

امام بخاریؒ (م-256ھ) نے تاریخ صغیر میں عبد اللہ بن بُسر کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ لڑکا ایک صدی زندہ رہے گا۔ چنانچہ وہ ایک سو سال تک زندہ رہے[66]۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

وفات:

ابو القاسم البغوی نے معجم الصحابہ میں بحوالہ ابو سلمہ 87ھ سن وفات ذکر کیا ہے[67]۔ عبد العزیز الکتانی الدمشقی نے "تاريخ مولد العلماء ووفياتهم" میں بحوالہ واقدی اور عمرو بن نمیر 88ھ سن ذکر کیا ہے[68]۔ ابو القاسم ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں بحوالہ خلیفہ بن خیاط 88ھ اور 94 سال کی عمر درج کی ہے[69]۔ محمد ابن سعد البصری نے بھی "طبقات الکبری" میں 88ھ سن وفات لیا ہے اور آپ نے بھی 94 سال کی عمر میں وفات پر اتفاق کیا ہے[70]۔

7۔ ہرماس بن زیاد الباھلیؓ

سلسلہ نسب: آپ کا شجرہ نسب هرماس بن زياد بن مالك بن عمرو بن عامر بن ثعلبة بن غنم بن قتيبة الباهلي اور کنیت ابو حدیر ہے[71]۔ ابو نعیم نے سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے۔ هرماس بن زياد بن عمرو بن عامر الباهلي و يكنى أبا جُدير[72]۔ ابو الحسن الجزری نے لکھا ہے کہ آپؓ کا نام شریح تھا[73]۔ ابن حبان نے لکھا ہے کہ آپؓ یمامی تھے[74]۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ ہمیں ہرماس بن زیادؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم الاضحیٰ کے دن اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے، حال یہ تھا کہ میں اپنے والد کے پیچھے بیٹھا تھا[75]۔

ہرماسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے والد کے ہمراہ حاضر ہوئے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک وفد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی[76]۔ جبکہ ایک روایت یوں ہے۔

> "عن عكرمة بن عمار، عن الهرماس بن زياد، قَالَ: مددت يدي إلى رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأنا غلام ليبايعني فلم يبايعني" [77]۔
>
> (ترجمہ): عکرمہ بن عمار کہتے ہیں کہ ہرماس بن زیاد نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیعت نہیں کیا اس لئے کہ میں اس وقت چھوٹا تھا"۔

قعقاع بن زیاد روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ہرماس بن زیادؓ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو اسلام پر بیعت

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

کیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے اور میرے اولاد کے لئے دعا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا[78]۔

ہرماس بن زیادؓ سے ایک اور روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین میں نماز ادا فرما رہے تھے[79]۔

عکرمہ بن عمار، حنبل بن عبد اللہ کے علاوہ آپ کے بیٹے بھی آپؓ سے روایت لیتے تھے[80]۔ آپؓ شعر گوئی بھی کرتے تھے۔ آپ اور ابو امامہ الباہلی ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابی ذکریا بن مندہ کہتے ہیں کہ ہرماس بن زیاد یمامہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے[81]۔

وفات:

شمس الدین الذہبی سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ" أَظُنّ أن الهِرْمَاسَ بَقِيَ حَيّاً إِلَى حُدُوْدِ سَنَةِ تِسْعِيْنَ"[82]۔ اسی طرح تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں کہ آپؓ 90ھ میں فوت ہوئے[83]۔ جبکہ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نے 102ھ سن وفات مذکور کیا ہے[84]۔ صلاح الدین خلیل الصفدی نے الوافی بالوفیات میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ آپؓ 90ھ کے حدود میں وفات ہوئے[85]۔ علاء الدین مغلطائی نے بحوالہ ابو نعیم اور ابی ذکریا بن مندہ إکمال التھذیب میں لکھا ہے کہ آپؓ نے طویل عمر پائی اور یمامہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے[86]۔

8۔ السائب بن یزیدؓ

سلسلہ نسب: آپ کا سلسلہ نسب السائب بن يزيد بن سعيد بن ثمامة بن الأسود اور لقب ابن أخت النمر ہے[87]۔ آپؓ کو الھذلي بھی کہا جاتا تھا[88]۔

آپؓ کی والدہ اُم العلاء بنت شريخ الحضرمية تھی۔ علاء بن الحضرمی ان کے ماموں تھے[89]۔ العلاء بن الحضرمی وہ مشہور صحابی تھے، جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساوی العبدی بادشاہ بحرین کے ہاں خط دے کر بھیجا تھا[90]۔

غزوہ ذی امر (جس میں ایک کافر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اُٹھا کر کہا تھا کہ آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس پہنچے تو السائب بن یزیدؓ کی پیدائش اس وقت ہوئی تھی[91]۔ آپؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حسن بن علی بن ابی طالبؓ ہم عمر تھے۔ دونوں ایک ہی سال پیدا ہوئے۔

امام بخاریؒ کی روایت ہے کہ السائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

معیت میں حج کیا۔ اس وقت میں چھ سال کا تھا[92]۔ آپ سے مروی ہے کہ آپ بچوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک آمد کے بعد ملاقات کے لئے نکلے[93]۔ امام بخاریؒ آپ سے ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ ان کی خالہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی جبکہ آپ بیمار تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو وضو کا باقی ماندہ پانی انہوں نے پی لیا۔ سائب بن یزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت کھڑا تھا تو آپ نے دونوں شانوں کے درمیاں مہر نبوت دیکھا[94]۔

مدینہ میں کبار صحابہ کے بعد جو لوگ افتاء کی خدمت انجام دیتے تھے ان میں سائب بن یزیدؓ بھی تھے[95]۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں آپؓ کو مدینہ کے بازار کا نگران مقرر کیا تھا[96]۔ ابو مر دود کہتے ہیں کہ میں نے سائب کو آخری عمر میں دیکھا کہ سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے[97]۔

الزہری، عمر بن عطاء، عبد الرحمن بن حمید اور محمد بن یوسف وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے[98]۔

وفات:

ابو القاسم البغوی نے معجم الصحابہ میں بحوالہ ابو مسہر 91ھ سال وفات درج کیا ہے[99]۔ اسی طرح عبد العزیز الکتانی نے جعد بن عبد الرحمن کے حوالہ سے "تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم" میں 91ھ لکھا ہے[100]۔ اور ابو نعیم نے بحوالہ ابن نمیر معرفۃ الصحابہ میں یہی 91ھ ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آپؓ نے 94 سال کی عمر میں وفات پائی[101]۔

9۔ انس بن مالکؓ

سلسلہ نسب: آپ کا سلسلہ نسب أنس بن مالك بن نضر بن ضمضم بن زيد بن حرام بن جندب عامر بن غنم بن عدی بن النجار أبو حمزہ أنصاری خزرجی ہے[102]۔

آپؓ کے والد مالک بن نضر تھے جو اسلام لانے کی وجہ سے اپنی بیوی اُم سلیم سے ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہی پر انتقال ہوا[103]۔

والدہ کا نام اُم سلیم بنت ملحان تھا، جو کہ آپ کے بھائی البراء بن مالک کی بھی والدہ تھی[104]۔ والدہ کا اصل نام ملیکہ بنت ملحان تھا اور لقب الرمیصاء تھا[105]۔ یہ رشتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں۔ مالک بن نضر کے چھوڑے جانے کے بعد آپ نے ابو طلحہ زید بن سہل الانصاری سے نکاح کیا۔ ان سے عبد اللہ اور ابا عمیر پیدا ہوئے۔ حضرت صفیہ اُم المومنین جب غزوہ خیبر سے اسیر ہو کر آئی تو آپؓ ہی نے ان کو دلہن بنا کر خیمہ اطہر میں بھیجا۔ اسی طرح اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نکاح میں آئی تو بھی آپ نے ہی ان کو تیار کر کے رخصت کیا[106]۔ اُم سلیم کے دو بھائی حرام بن ملحانؓ اور سلیم بن ملحانؓ واقعہ بیر معونہ میں شہید

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i2702018

کردئے گئے تھے۔[107] آپ غزوات میں شریک ہوتی اور پیاسوں کو پانی پلاتی اور زخمیوں کی مرحم پٹی کرتی۔ غزوہ حنین میں شہید ہوئی[108]۔

انس بن مالک کا لقب خادم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور آخر عمر تک آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی[109]۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی۔ میری ماں اُم سلیم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی اور کہا کہ یہ لڑکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا[110]۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری عمر 8 سال تھی جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور ہوا[111]۔ آپؓ کی کنیت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حمزہ رکھی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ حمزہ نامی ایک قسم کی ترکاری کو چنا کرتے تھے یعنی اس کو پسند کرتے تھے۔ آپ اس کنیت پر فخر بھی کرتے تھے[112]۔ کبھی کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے مزاح میں یاذالاُذنین بھی کہا کرتے تھے[113]۔

آپ کے مولیٰ نے آپؓ سے سوال کیا کہ آپ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ تو آپ نے کہا: تمہاری ماں نہ رہے میں بدر سے کہاں غائب ہو سکتا تھا[114]۔ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اصحاب سیر نے آپؓ کو بدری صحابہ میں اس لئے شمار نہ کیا کیونکہ اس وقت آپ کم عمر تھے۔

اُم سلیم جب آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انس کے لئے دعا فرمائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اللهم أكثر ماله وولده وأدخله الجنة[115]۔ انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ دعا کے دو اثرات تو دیکھ لئے ہیں، اُمید ہے کہ تیسرا بھی دیکھ لوں گا[116]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی تھی چنانچہ کہتے ہیں کہ آپؓ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا۔ اس باغ میں ریحان کا درخت تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی[117]۔ مال کی یہ حالت تھی کہ انصار میں کوئی شخص انکے برابر نہ تھا۔ اولاد کی اتنی زیادتی تھی کہ انسؓ کے ہاں اسّی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اور پوتوں کی تعداد اس پر مستزاد تھی۔ وفات کے وقت بیٹوں اور پوتوں پوتیوں کا ایک پورا کنبہ چھوڑا تھا جن کا شمار سو سے اوپر تھا[118]۔

علی بن جعد شعبہ سے اور وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ھریرہؓ نے فرمایا کہ اُم سلیم کے بیٹے یعنی انسؓ سے بڑھ کر میں نے کسی کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھی[119]۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v1i2702018

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں آپ کو تعلیم فقہ کے لئے ایک جماعت کے ساتھ بصرہ روانہ کیا۔ حضرت انس نے مستقل طور سے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور زندگی کا بقیہ حصہ وہی بسر کیا[120]۔

حجاج نے انس بن مالک اور سہل بن سعد الساعدی اور دیگر معززین صحابہ و تابعین کے گردنوں میں مہر لگائی تھی۔ اس کے خیال میں ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت اور شہادت کے وقت مدد نہیں کی تھی۔ حالانکہ یہ سب لوگ اس الزام سے مبراء تھے۔ حجاج نے ان لوگوں کی تذلیل اور لوگوں کو ان سے دور رکھنے کی غرض سے ایسا کیا تھا۔ ابن ابی ذئب نے اسحاق بن یزید سے روایت کی ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ اس کی گردن پر مہر لگا ہوا تھا۔ جو کہ حجاج نے ان کی تذلیل کے لئے لگایا تھا[121]۔

آپ مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ ابان بن صالح، ابن بن ابی عیاش، ابراہیم بن مسہر، ابن اخیہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، ابو امامہ اسعد بن سہل، اسماعیل بن عبدالرحمان السدی، زید ابن بنت انس بن مالک، و ابن ابنہ ثمامۃ بن عبداللہ بن انسؓ، و ابن ابنہ حفص بن عبید اللہ بن انس ابن مالکؓ اور ایک کثیر جماعت آپ سے روایت کرتی ہے[122]۔

وفات:

ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں وفات پائی[123]۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ امام ابن سیرین مجھے غسل دیں گے۔ اس وقت وہ اسیر تھے چنانچہ قید سے اجازت دی گئی۔ انہوں نے آپؓ کو غسل دیا اور پھر قید خانہ چلے گئے، گھر نہیں گئے[124]۔ امام بخاری نے بحوالہ ابن علیہ نقل کیا ہے کہ آپؓ کی وفات 93ھ میں ہوئی[125]۔ علامہ بغوی نے بھی 93 ھ سن وفات لیا ہے[126]۔ ابونعیم نے بھی بحوالہ السری ابن یحیٰ نقل کیا ہے کہ 93ھ میں فوت ہوئے[127]۔ ابن عساکر نے بحوالہ احمد بن حنبلؒ لکھا ہے کہ جمعہ کے دن سن 93ھ میں انتقال کیا[128]۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مدائنی اور خلیفہ بھی اس پر متفق ہیں[129]۔ اپنے محل میں مقام طرف میں فوت ہوئے۔ جنازہ قطن بن مدرک الکلابی نے پڑھائی[130]۔ ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں، انہیں میری زبان کے نیچے رکھیں۔ چنانچہ وفات کے بعد وہ بال ان کی زبان کے نیچے رکھے گئے اور اسی حالت میں انہیں دفن کیا گیا[131]۔

10۔ محمود بن الربیعؓ

سلسلہ نسب: آپ کا شجرہ نسب ابن سراقة بن عمرو بن زيد بن عبدة بن عامرة بن عدی بن كعب ابن الخزرج بن الحارث بن الخزرج **اور کنیت ابونعیم مذکور ہے**[132]۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

آپؓ کی والدہ جميلة بنت أبى صعصعة بن زيد بن عوف بن مبزول من بنى مازن بن النجار تھی[133]۔ آپ عبادہ بن صامتؓ کے ختن تھے۔ آپ کی والدہ کا پہلا نکاح عبادہ بن صامت سے ہوا تھا۔ بعد میں ربیع بن سراقہ سے نکاح ہوا جو کہ آپؓ کے والد تھے[134]۔ آپؓ کی زوجہ اُم حرام بنت ملحان تھی جو کہ انس بن مالکؓ کی خالہ تھی۔ ان سے محمد پیدا ہوا[135]۔ ابن عساکر نے محمود بن الربیعؓ کے دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ ابراھیم اور محمد[136]۔ اس لئے آپ کی ایک کنیت ابو محمد بھی ہے اور ابن حجر کے بقول یہی مشہور ہے۔ اور یہ صحیح اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عساکر نے جن دو بیٹوں کا ذکر کیا ان میں ایک محمد بھی ہے۔ اور عرب زیادہ تر کنیت بیٹوں اور بیٹیوں کے نام پر ہی رکھتے تھے۔

محمود بن الربیعؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا لیکن اس وقت آپ چھوٹے تھے[137]۔

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ محمود بن الربیعؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا لیکن کوئی روایت نہیں لی۔

جبکہ محمود بن الربیعؓ سے الزھری، مکحول، رجاء بن حیوۃ اور عبد اللہ بن عمرو بن الحارث وغیرہ نے روایت لی ہے[138]۔

وفات:

آپؓ نے سن 99ھ میں وفات پائی۔ محمد بن سعد نے محمد بن عمر کے حوالہ سے آپ کا سن وفات 99ھ ذکر کیا ہے[139]۔ ابو عمر النمری القرطبی نے بھی 99ھ پر اتفاق کیا ہے[140]۔ ابن عساکر نے بھی عبد اللہ التیمی کے حوالہ سے 99ھ سن وفات لیا ہے[141]۔ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نے ابو مسہر کے حوالہ سے 99ھ ہی ذکر کیا ہے[142]۔ اس کے علاوہ ابن حبان بھی اس پر متفق ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

.1 محمد ابن سعد البصری (م–230ھ)، متمم لطبقات ابن سعد، ص5، جلد2، مكتبة الصديق، طائف، 1993م

.2 أيضا، مذكور، ص6، جلد2

.3 أبوالفضل أحمد ابن حجر العسقلانى (م–852ھ)، الإصابة في تمييز الصحابة، ص35، جلد4، دارالكتب العلميةبيروت، 1415ھ

.4 الإصابة في تمييز الصحابة، مذكور، ص593، جلد1

.5 محمد ابن سعد البصرى (م.230ھ)، الطبقات الكبرى، ص28، جلد4، دارالكتب العلمية، بيروت، 1990م

.6 أبوالحسن على الشيبانى الجزرى، أسد الغابة فى معرفة الصحابة، ص618، جلد3، دارالكتب العلمية،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

بیروت،1994م

7. أبو محمد عبدالرحمن الرازی ابن أبی حاتم (م.327ھ)، الجرح والتعدیل، ص21، جلد5، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، 1952 م

8. شاہ معین الدین أحمد ندوی (م.)، سیر الصحابة، ص360، جلد4، دارالإشاعت،کراچي، 2004م

9. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص199، جلد3

10. أبوالقاسم عبدالله البغوی (م.317ھـــ)، معجم الصحابة، مكتبة دارالبیان، الكويت، 2000م

11. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص92، جلد4

12. الإصابة في تمییز الصحابة ، مذکور، ص37، جلد4

13. أبو زکریا محی الدین النووی (م.676ھ)، تھذیب الأسماء واللغات، ص264، جلد1، دار الكتب العلمية، بیروت

14. الطبقات الکبری، مذکور، ص635، جلد1

15. محمد بن اسماعیل البخاری (م.256ھ)، التاریخ الکبیر، دائرۃ المعارف العثمانیة، دکن

16. الإصابة في تمییز الصحابة، مذکور، ص340،جلد3

17. أبو عبدالله حاکم النیساپوری (م.405ھ)، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیة بیروت، 1990م

18. أبو محمد عبدالله الدارمی (م.255ھ)، سنن الدارمي، ص197، جلد1، دار البشائر، بیروت2013م

19. محمد بن حبان التمیمی (م.354ھ)، الثقات لإبن حبان، ص217،جلد1، دائرۃ المعارف العثمانیة، دکن،1973م

20. أسد الغابة في معرفة الصحابة ،مذکور،ص14،جلد6

21. الجرح والتعدیل، مذکور،ص454، جلد4

22. صلاح الدین خلیل الصفدی (م.764ھ)، الوافی بالوفیات، ص177، جزء16، دار إحیاء التراث، بیروت،2000 م

23. الطبقات الکبری، مذکور، ص288، جلد7

24. أسد الغابة في معرفة الصحابة ، مذکور،ص204،جلد3

25. أیضا

26. تھذیب الأسماء واللغات، مذکور، ص85، جلد2

27. الطبقات الکبری، مذکور، ص198، جلد4

28. الطبقات الکبری، مذکور، ص150، جلد4

29. عبد الرحمن بن أحمد بن یونس الصدفي (م. 347ھ)، تاریخ ابن یونس المصري، دار الكتب العلمية،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

بیروت 1421ھ

30. شمس الدين الذهبي (748ھ)، سير أعلام النبلاء، ص387، جلد3، دارالحديث، قاهرة،

31. أبو الحسن أحمد ابن حجر العسقلانى (م.852ھ)، لسان الميزان، ص271، جلد1، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت،1971م

32. عبدالحى بن أحمد الحنبلى (م.1089ھ)، شذرات الذهب، ص332، جلد1، دار ابن كثير ، بيروت،1986م

33. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذكور، ص451، جلد2

34. التاريخ الكبير للبخارى، مذكور، ص97، جلد4

35. أبو نعيم أحمد بن عبدالله الأصبهاني (430ھ)، معرفة الصحابة لأبى نعيم، ص1321، جلد3، دار الوطن للنشر، الرياض، 1998م

36. طبقات الكبرى، مذكور، ص469، جلد3

37. محمد بن اسماعيل البخارى (م.256ھ)، التاريخ الأوسط، ص182، جلد1، مكتبة دارالتراث، قاهرة، 2006م

38. أبو عبد الله أحمد بن حنبل (م.241ھ)، مسند لإمام أحمد بن حنبل، ص472، جزء37، مؤسسة الرسالة، 2001 م

39. أيضا

40. الطبقات الكبرى، مذكور، ص250، جلد1

41. مسلم بن الحجاج القشيرى (م.261ھ) جامع الصحيح المسلم، ص386، جلد1، دار إحياء التراث العربي، بيروت

42. الجرح والتعديل، مذكور، ص36، جلد4

43. الطبقات الكبرى، مذكور، ص375، جلد8

44. أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن منده (م.395ھ)، معرفة الصحابة لابن منده، ص674، جلد1، مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة، 2005 ء

45. معرفة الصحابة لأبى نعيم، مذكور،ص497،جلد1

46. معجم الصحابة للبغوى، مذكور، ص87، جلد3

47. الطبقات الكبرى، مذكور، ص21، جلد6

48. جامع الصحيح المسلم، مذكور، ص1546، جلد3

49. الطبقات الكبرى، مذكور، ص301، جلد4

50. محمد بن اسماعيل البخارى (م.256ھ)، الجامع الصحيح البخارى، ص123، جلد3، دار طوق النجاة،

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

دمشق، 1422ھ

51. التاریخ الکبیر للبخاری، مذکور، ص24، جلد5

52. محمد ابن اسماعیل البخاری (م.256ھ) ، الأدب المفرد، ص36، جلد1، دارالبشائر الاسلامیة، بیروت،1989ء

53. الطبقات الکبری، مذکور، ص301، جلد1

54. عزالدین ابن اثیر الجزری (م.630ھ)، الکامل فی التاریخ، ص8، جلد4، دارالکتاب العربی، بیروت،1997 م

55. عبدالعزیز بن أحمد الکتانی الدمشقی (م.466ھ)، تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم، ص213، جلد1، دارالعاصمة، ریاض،1409ھ

56. أبوالولید سلیمان (م.474ھ)، التعدیل والتخرج، ص807، جلد2، داراللواء للنشر والتوزیع، ریاض، 1986م

57. أبوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر (م.571ھ)، تاریخ دمشق، ص49، جزء31، دارالفکر للطباعة والنشر، 1995م

58. الطبقات الکبری، مذکور، ص413، جلد7

59. محمد بن عیسیٰ الترمذی (م.279ھ)، سنن ترمذی، ص568، جلد5، مکتبة، مصطفی البابي، مصر، 1975م

60. تاریخ دمشق، مذکور، ص146، جزء27

61. أبو الحسین عبدالباقی ابن قانع (م.351ھ)، معجم الصحابة لابن قانع، ص80، جلد2، مکتبة الغرباء الأثریة، المدینة المنورة، 1418ھ

62. الطبقات الکبری، مذکور، ص413، جلد7

63. أیضا

64. تاریخ دمشق، مذکور، ص146، جزء27

65. معرفة الصحابة لأبی نعیم، مذکور، ص3380، جلد6

66. الإصابة في تمییز الصحابة ،مذکور، ص21، جلد4

67. معجم الصحابة للبغوی، مذکور، ص172، جلد4

68. تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم، مذکور، ص215، جلد1

69. تاریخ دمشق، مذکور، ص162 جزء27

70. الطبقات الکبری، مذکور، ص413، جلد7

71. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص367، جلد5

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

72. معرفة الصحابة لأبی نعیم، مذکور، ص2761، جلد5

73. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذكور، ص367، جلد5

74. أبو عبد الله علاء الدين مغلطائی (م.762ھ)، إ كمال تھذيب الكمال فی أسماء الرجال، ص130، جلد12، الفاروق الحديثة للطباعة والنشر، 2001م

75. التاريخ الكبير، مذكور، ص246، جلد8

76. إكمال تھذيب الكمال فی أسماء الرجال ،مذكور،ص130،جلد12

77. أسد الغابة في معرفة الصحابة ، مذكور، ص367، جلد5

78. معجم الصحابة لابن قانع، مذكور، ص211، جلد3

79. التاريخ الكبير، مذكور، ص122، جلد3

80. الجرح والتعديل، مذكور، ص210، جلد3

81. إكمال تھذيب الكمال فی أسماء الرجال، مذكور، ص130، جلد12

82. سير أعلام النبلاء، مذكور، ص448، جلد4

83. شمس الدين الذهبي (م.748ھ)، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، ص1013، جلد2، دارالغرب الإسلامی، 2003ء

84. الإصابة في تمييز الصحابة، مذكور، ص86، جلد1

85. الوافی بالوفيات، مذكور، ص200، جز27

86. إكمال تھذيب الكمال فی أسماء الرجال، مذكور، ص130، جلد12

87. الطبقات الكبرى، مذكور، ص395، جلد5

88. التاريخ الكبير،مذكور،ص150،جلد4

89. جامع الصحيح البخاری، مذكور، كتاب المناقب، باب ختم النبوة، رقم:2541

90. الطبقات الكبرى، مذكور، ص266، جلد4

91. الثقات لإبن حبان، مذكور، ص217، جلد1

92. جامع الصحيح البخاری، مذكور، باب حج الصبيان، رقم:1858

93. جامع الصحيح البخاری، مذكور، باب استقبال الغزاة، رقم:3083

94. صحيح مسلم، مذكور، كتاب الفضائل، رقم:111

95. الطبقات الكبرى، مذكور، ص383، جلد2

96. الثقات لإبن حبان، مذكور، ص171، جلد3

97. الطبقات الكبرى، مذكور، ص471، جلد5

98. أحمد بن علی أبوبكر ابن المنجوية (م.428ھ)، رجال صحيح مسلم، ص294، جلد1، دار المعرفة، بيروت،1407ھ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

99. معجم الصحابة للبغوی، مذکور، ص192، جلد3
100. تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم، مذکور، ص219، جلد1
101. معرفةالصحابة لأبی نعیم، مذکور، ص1376، جلد3
102. الطبقات الکبری، مذکور، ص12، جلد7
103. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص333، جلد7
104. الطبقات الکبری، مذکور، ص17، جلد7
105. معجم الصحابة للبغوی، مذکور، ص43، جلد1
106. أبو عبد الله أحمد بن حنبل الشیبانی (م.241ھ)، مسند أحمد بن حنبل، ص268، جلد19، مؤسسة الرسالة، 2001 ء
107. الطبقات الکبری، مذکور، ص391، جلد3
108. الطبقات الکبری، مذکور، ص312، جلد8
109. تاریخ دمشق، مذکور، ص339، جلد9
110. الإصابة فی تمییز الصحابة، مذکور، ص275، جلد1
111. الطبقات الکبری، مذکور، ص12، جلد7
112. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص294، جلد1
113. الإصابة فی تمییز الصحابة، مذکور، ص275، جلد1
114. أیضا
115. صحیح مسلم، مذکور، کتاب المساجد، رقم:1499
116. أبو الفضل أحمد بن علی ابن حجر العسقلانی (م.852ھ)، تھذیب التھذیب، ص376، جلد1، مطبعة دائرة المعارف النظامیة، الھند، 1326ھ
117. سنن ترمذی، مذکور، باب مناقب أنس بن مالک، رقم:3833
118. سیر الصحابة، مذکور، ص128، جلد3
119. أبو عبد الله محمد بن یزید القزینی (م.273ھ)، سنن ابن ماجة،کتاب إقامة الصلاة، رقم:827، دار إحیاء الکتب العربیة
120. سیر الصحابة، مذکور، ص125، جلد3
121. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص294، جلد1
122. یوسف بن عبدالرحمن المزی (م.742ھ)، تھذیب الکمال في أسماء الرجال، ص353، جلد3، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1980ء
123. الطبقات الکبری، مذکور، ص19، جلد7
124. الطبقات الکبری، مذکور، ص25، جلد7

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 1 | Issue 2 |Jan-June 2018
DOI: 10.33195/uochirs-v1i2702018

125. التاريخ الكبير، مذکور، ص28، جلد2

126. معجم الصحابة للبغوى، مذکور، ص57، جلد1

127. معرفة الصحابة لأبی نعیم، مذکور، ص234، جلد1

128. تاریخ دمشق، مذکور، ص384، جلد9

129. الإصابة في تمييز الصحابة، مذکور، ص277، جلد1

130. أسد الغابة في معرفة الصحابة، مذکور، ص294، جلد1

131. الإصابة في تمييز الصحابة، مذکور، ص276، جلد1

132. الطبقات الکبری، مذکور، ص265، جلد2

133. تاریخ دمشق، مذکور، ص110، جزء57

134. الطبقات الکبری، مذکور، ص306، جلد8

135. الطبقات الکبری، مذکور، ص319، جلد8

136. تاریخ دمشق، مذکور، ص113، جلد57

137. أحمد بن محمد أبو نصر الکلاباذی (م.398ھ)، الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد، ص720، جلد2، دار المعرفة، بیروت،1407ھ

138. الجرح والتعديل، مذکور، ص289، جلد8

139. متمم لطبقات ابن سعد، مذکور، ص266، جلد2

140. أبو عمر یوسف (م.463ھ)، الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ص1378، جلد3، دار الجیل، بیروت

141. تاریخ دمشق، مذکور، ص117، جلد57

142. الإصابة في تمييز الصحابة، مذکور، ص33، جلد6

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).